بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستاروں میں رہے

جب تلک آفلاک پہ گردش ستاروں میں رہے
سیف دیں کا نور عالم کے دیاروں میں رہے

اِجتہاد اے سیف دیں تیرا کہ ہے فلکِ مُحیط
اور تیرے تابعیں سجدہ گزاروں میں رہے

ہے تیری تاثیر حاوی سارے سیّاروں پہ یوں
پھر کسی بھی بُرج کے چاہے وہ تاروں میں رہے

زُحل کی طرح سے نظم و ضبط ہے تُو نے رکھا
جیسے کہ شائستگی سے موتی ہاروں میں رہے

دین و دنیا میں سعادت تیرے باعث مشتری
جب خریدا یہ خزانہ کیوں خَساروں میں رہے

جیسے کہ مرّیخ کرتا ہے حفاظت آمن کی
سیف سے تیری حق و باطل حِصاروں میں رہے

باغِ دعوت سبز رہوے زینتِ زُہرہ ہے جوں
اور آبِ علمِ حق پھولوں کے کیاروں میں رہے

شمسِ دعوت مُتّصِل ہے ماتمِ شبیر سے
اس کی کِرنوں سے یہ گل غم کی بہاروں میں رہے

ہم نَوا تیرے عُطارِد کی مِثل تیرے حُدود
وہ سدا فرماں روا تیرے اشاروں میں رہے

چہرۂ انور تیرا دیکھے جو بامِ حُسن پر
چاند ہو جائے سُہا اور شرم ساروں میں رہے

کوکبِ دُرّی زمیں پر تُو چمکتا ہی رہے
سال کی تعداد لاکھوں اور ہزاروں میں رہے

ذرّۂ کمتر حسامی کو ستارہ کر دیا
سیف دیں مولا یہ تیرے خاک ساروں میں رہے

دیاروں- شہر، علاقہ
اِجتہاد- کوشش، جدوجہد
تابعین- فرماں بردار
شائستگی- سلیقے سے، تہذیب سے

خَساروں—نقصان، گھاٹا
حِصاروں—بندش، گھیرا
مُتّصِل—نزدیک، قریب
ہم نَوا—ساتھی

بامِ حُسن- خوب صورتی کی بلندی
کوکبِ دُرّی—موتی کی طرح روشن ستارہ
ذرّۂ کمتر- نہایت چھوٹا، ادنا
خاک ساروں- ریزہ، مٹی کا ذرہ، عاجز